حضرت مولانا مفتی محمد شفیع عثمانی رحمۃ اللہ علیہ

بحیثیت سیرت نگار محمد رسول اللہ ﷺ

ڈاکٹر شاکر حسین خان
شعبہ علوم اسلامیہ، جامعہ کراچی

جناب رسول اللہ ﷺ کی سیرتِ طیبہ کا مطالعہ اور آپ ﷺ کے اُسوۂ حسنہ پر عمل کرنا ہر صاحبِ ایمان کے لیے باعثِ سعادت ہے۔ قرآن مجید سیرت و کردار پر بحث کرتا ہے، ایک جانب تو قرآن مجید رسول اللہ ﷺ کے اخلاقِ حسنہ کو خلقِ عظیم قرار دیتا ہے تو دوسری جانب رسول اللہ ﷺ کی سیرتِ طیبہ کو ہمارے لیے ایک عملی نمونے کے طور پر پیش کرتا ہے، اس لیے آپ ﷺ کی سیرتِ طیبہ کا مطالعہ ہمارے لیے ناگزیر ہے۔ آپ ﷺ کی سیرتِ طیبہ پر متعدد زبانوں میں بے شمار کتب لکھی جا چکی ہیں اور لکھی جا رہی ہیں۔ زیرِ نظر مضمون میں مفتی محمد شفیع عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدماتِ سیرت کا جائزہ پیش کیا گیا ہے۔

تعارف مفتی محمد شفیع عثمانی رحمۃ اللہ علیہ

مفتی محمد شفیع عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کا شمار ایسے علماء میں ہوتا ہے جنہوں نے زندگی علومِ دینیہ کی خدمت اور اُمتِ مسلمہ کی اصلاح کے لیے صرف کی۔ وہ نہ صرف مفسر، مدبر، عالم، فاضل، فقیہ اور محقق تھے، بلکہ راہِ سلوک و تصوف کے شیخ بھی تھے۔

وہ ۲۰ اور ۲۱ رشعبان ۱۳۱۴ھ مطابق ۱۸۹۷ء کی درمیانی شب میں قصبۂ دیوبند ضلع سہارنپور میں پیدا ہوئے، خاندانی اعتبار سے آپ عثمانی تھے، اِن کے والد مولانا محمد یٰسین دیوبندی ایک عالم دین اور صاحبِ نسبت بزرگ تھے۔ مفتی صاحب نے ایک دینی ماحول میں آنکھ کھولی اور بچپن ہی سے علماء کی صحبت میں بیٹھنے کا شرف حاصل کیا۔ پانچ سال کی عمر میں حافظ محمد عظیم صاحب سے دارالعلوم دیوبند میں قرآن کریم کی تعلیم کا آغاز کیا۔ فارسی کی تمام مروجہ کتابیں اپنے والد محترم سے پڑھیں، حساب وفنون ریاضی کی تعلیم اپنے چچا

مولانا منظور احمد سے حاصل کی۔ سولہ سال کی عمر میں دار العلوم کے درجہ عربی میں داخلہ لیا، اور ۱۳۳۵ھ میں فارغ التحصیل ہوئے، جن عظیم المرتبت علمائے امت سے انھوں نے شرفِ تلمذ حاصل کیا، ان میں علامہ محمد انور شاہ کشمیری، مولانا عزیز الرحمٰن عثمانی، علامہ شبیر احمد عثمانی، مولانا سید اصغر حسین دیوبندی، مولانا اعزاز علی دیوبندی، مولانا رسول خان ہزاروی اور مولانا حبیب الرحمٰن عثمانی رحمہم اللہ جیسے اکابرین شامل ہیں۔

زمانۂ طالب علمی میں ان کا شمار نہایت ذہین اور محنتی طلبہ میں ہوتا تھا اور امتحانات میں ہمیشہ امتیاز کے ساتھ کامیاب ہوتے تھے، اسی لیے اساتذہ ان سے بے حد شفقت اور محبت کا سلوک کرتے تھے۔ ۱۳۳۵ھ میں فارغ التحصیل ہوئے تو مولانا حبیب الرحمٰن عثمانی رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں ابتدائی کتب کی تعلیم کے لیے استاذ مقرر کیا، پھر بہت جلد درجہ عالیہ کے استاذ ہو گئے، اور تقریباً ہر علم وفن کی جماعتوں کو پڑھایا، ان کا درس ہمیشہ ہر جماعت میں مقبول رہا، دورۂ حدیث کی کتاب ابوداؤد اور عربی ادب کی کتاب مقاماتِ حریری کے درس میں مختلف ملکوں کے علماء اور اساتذہ بھی شریک ہوتے تھے۔ دار العلوم میں تدریس کا یہ سلسلہ ۱۳۶۲ھ تک جاری رہا۔ اس ۲۷ سال کے عرصہ میں انڈونیشیا، ملائیشیا، سنگاپور، برما، برِصغیر، افغانستان، بخارا، سمرقند وغیرہ کے تقریباً تیس ہزار طلباء نے ان سے شرفِ تلمذ حاصل کیا، ان میں سے ہزاروں مختلف ممالک میں دین کی خدمت میں مصروف رہے۔

دار العلوم دیوبند میں تدریس کے دوران مولانا عزیز الرحمٰن عثمانی رحمۃ اللہ علیہ نے فتوی کے سلسلہ میں آپ کی خدمات لیں، وہ سوالات کے جوابات خود لکھتے اور آپ سے لکھواتے اور اصلاح وتصدیق کے بعد روانہ کر دیے جاتے تھے، ۱۳۴۴ھ میں وہ مستعفی ہو گئے۔ اربابِ دار العلوم نے مختلف صورتوں سے دار الافتاء کا کام چلایا، مگر ۱۳۴۹ھ میں یہ کام مستقل اُن کے سپرد کر دیا گیا تھا۔ وہ قیامِ پاکستان تک اس منصب پر فائز رہے۔

مفتی صاحب ابتدا میں شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ سے ۱۹۲۰ء میں بیعت ہوئے، پھر ان کے انتقال کے بعد ۱۳۴۶ھ میں حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہوئے، جنہوں نے ان کی علمی اور روحانی صلاحیتوں کو دیکھ کر ۱۳۴۹ھ میں انہیں اپنا خلیفہ اور مجازِ بیعت قرار دے دیا۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء مجازین میں اُن کو ایک خاص مقام حاصل تھا اور تھانوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ان پر خاص توجہ دیتے تھے۔ تقریباً بیس سال تک تھانوی صاحبؒ کی صحبت میں رہے اور ان کی زیرِ نگرانی کئی تالیفات اپنے قلم سے تصنیف کیں۔ ان میں احکام القرآن اور حیلہ ناجزہ وغیرہ شامل ہیں۔

حضرت مولانا قاری محمد طیب قاسمی رحمۃ اللہ علیہ کے بقول:

’’آپ کے قلم فیض رقم سے تین سو سے زائد تالیفات منصۂ شہود پر آئیں جن میں اسلام کا نظام اراضی، ختمِ نبوت کامل اور سیرت خاتم الانبیاء، کشکول، جواہر الفقہ، مقامِ صحابہؓ، مجالسِ حکیم الامت، احکام القرآن، فتاوی دار العلوم دیوبند، عزیز الفتاوی اور تفسیر معارف القرآن، علمی

شاہکار ہیں۔تفسیر معارف القرآن آٹھ جلدوں میں مکمل ہوئی، جس کے متعلق شیخ ظفر احمد عثمانیؒ کی رائے ہے کہ مفتی صاحبؒ نے اس تفسیر کو لکھ کر تمام علماء اور مفسرین پر احسانِ عظیم کیا ہے۔ انہوں نے حضرت تھانویؒ کے ایماء پر تحریکِ پاکستان میں حصہ لیا اور کھل کر مسلم لیگ کی حمایت کرتے رہے۔ ۱۳۷۰ھ میں نہایت بے سروسامانی کے عالم میں ایک مدرسہ کراچی میں قائم کیا، جو صرف چند ماہ کے بعد ایک مرکزی دار العلوم کی شکل اختیار کر گیا، جس میں دو ہزار سے زائد طلباء تحصیلِ علم میں مصروف ہیں اور ملک بھر میں جس کی شاخیں موجود ہیں۔ دار العلوم سے ایک دینی جریدہ ''ماہنامہ البلاغ'' نکلتا ہے۔ ۹ اور ۱۰ ؍شوال المکرّم ۱۳۹۶ھ مطابق ۵ اور ۶ ؍ اکتوبر ۱۹۷۶ء کی درمیانی شب ان کا انتقال ہوا۔ ایک لاکھ سے زائد مسلمانوں نے ان کے جنازہ میں شرکت کی اور حضرت ڈاکٹر عبدالحیؒ صاحب عارفی نے نمازِ جنازہ پڑھائی۔''(۱)

مفتی محمد شفیع عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں باادب حاضری

مفتی محمد شفیع عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدماتِ سیرت کا جائزہ لیتے وقت اس بات کو پیشِ نظر رکھنا ضروری ہے کہ وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صادق عقیدت مند تھے۔ اظہار الحسن محمود کے بقول:

''مفتی محمد شفیع جب مدینہ طیبہ جاتے تو کبھی روضۂ اقدس کی جالی تک پہنچ ہی نہیں پاتے تھے، بلکہ ہمیشہ یہ دیکھا کہ جالیوں کے سامنے ستون سے لگ کر کھڑے ہو جاتے، وہاں اگر کوئی کھڑا ہوتا تو اس کے پیچھے کھڑے رہتے، ایک دن فرمانے لگے کہ: ایک مرتبہ میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ شاید تو بڑا شقی القلب ہے، یہ اللہ کے بندے ہیں، جو جالی کے قریب تک پہنچ جاتے ہیں اور قرب حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں، سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا جتنا بھی قرب حاصل ہو جائے، نعمت ہی نعمت ہے، لیکن کیا کروں کہ میرا قدم آگے بڑھتا ہی نہیں، آپ ادب واحترام اور عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے جذبے کے تحت عاجزی و بے نیازی، انکساری کا مظاہرہ فرماتے اور روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حاضری کے آداب کو ہمیشہ ملحوظ رکھتے۔''(۲)

مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ کا اسلوبِ تحریر

مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ کی تحریر کی خصوصیات مندرجہ ذیل ہیں:

ان کی تحریر میں بے ساختگی اور سلاست ہے، جب وہ قلم اٹھاتے ہیں تو اسے ایسے عام فہم انداز میں تحریر کرتے ہیں کہ عام اردو داں قاری بھی اس سے استفادہ کر سکتا ہے۔ عبارت میں بے جا طول نہیں پایا جاتا، ان کی تحریر غیر مانوس الفاظ کے استعمال سے مبرّا نظر آتی ہے۔ ان کی تحریر میں فقروں کی تکرار نہیں

ہوتی اور نہ ہی کوئی تشنگی پائی جاتی ہے، بلکہ وہ جس عنوان کو لیتے ہیں اس کا بھرپور انداز میں حق ادا کرتے نظر آتے ہیں۔ ان کے تفکر میں قوتِ استدلال پایا جاتا ہے۔ ان کے مضامین کی ترتیب دلکش نظر آتی ہے۔

مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ کی سیرتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر لکھی ہوئی ایک کتاب ''سیرتِ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم'' ہے، جس کے متعلق مفتی محمد تقی عثمانی صاحب لکھتے ہیں:

''یہ کتاب سیرتِ طیبہ کے اہم گوشوں اور پہلوؤں پر عشقِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے معمور اور مخمور ہو کر لکھی گئی ہے، اپنے موضوع پر نہایت آسان اُسلوب اور مختصر پیرائے میں تالیف کی گئی ہے۔ یہ ہند و پاک کے متعدد مدارس میں داخلِ نصاب ہے اور اس کے متعدد ہندی، گجراتی اور بنگالی وغیرہ زبانوں میں ترجمے شائع ہو چکے ہیں۔''(۳)

مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ کی کتبِ سیرت کا تعارف

مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ کی کتبِ سیرت کے ناموں کی فہرست اور تعارف درجِ ذیل ہے:

سیرتِ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم

مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''سیرتِ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم'' میں جامعیت واختصار کو احسن پیرائے میں سمو دیا ہے۔ اس کتاب کے کل ۸۰ صفحات ہیں اور ۸۵ عنوانات ہیں جس میں مفتی صاحب نے خاتم الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت با سعادت تا وفات حسرت آیات، تمام اہم واقعات، غزوات، اَسفار، معجزات اور اخلاق وخصائل کو بیان کر دیا ہے۔ ساتھ ہی مستشرقین کے اعتراضات وشبہات کے جوابات بھی دیے ہیں۔

مفتی صاحبؒ نے اس کتاب کو مستند بنانے کے لیے مآخذ سیرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بھرپور استفادہ کیا ہے اور معتبر کتب سے واقعات سپردِ قلم کیے ہیں۔ ان کتابوں میں کتبِ ستہ مع شروح، مشکوٰۃ المصابیح، کنز العمال، خصائصِ کبریٰ، مختصر سیرتِ مغلطائی، سیرت ابنِ ہشام، الإصابة في تمييز الصحابةؓ، فتح الباری، شفاء از قاضی عیاض مع شرح خفاجی، مواہب لدنیہ، سیرتِ حلبیہ، زاد المعاد از ابن قیم، تاریخ ابن عساکر، سرور المحزون، أوجز السیر از شیخ ابن فارس اور نشر الطیب وغیرہ شامل ہیں۔ کتابِ مذکورہ، وفاق المدارس پاکستان کی کتبِ نصاب میں بھی شامل ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پیغمبرِ امن وسلامتی

''رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پیغمبرِ امن وسلامتی''، مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ کے ایک خطاب کی مطبوعہ شکل ہے، جس میں انہوں نے پیغمبرِ اسلام کے اسی وصف اور امتیاز کو بڑے احسن انداز میں پیش کیا ہے۔

آداب النبی ﷺ

مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب ''آداب النبی ﷺ'' میں حضور رسول اللہ ﷺ کے شمائل و اخلاق کو بیان کیا ہے۔

المأمول المقبول في ظل الرسول ﷺ (سایۂ رسول ﷺ)

''المأمول المقبول في ظل الرسول ﷺ'' جو کہ ''سایۂ رسول ﷺ'' کے نام سے طبع ہوئی ہے۔ کتاب مذکورہ میں ''خصائصِ کبریٰ'' کی اس روایت کا تحقیقی جائزہ لیا گیا ہے، جس میں یہ مذکور ہے کہ حضور رسول اللہ ﷺ کا سایہ نہیں پڑتا تھا۔

ختم النبوة في القرآن

۲۷۰ صفحات پر مشتمل کتاب ''ختم النبوة في القرآن'' مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ کی عظیم الشان ''ختمِ نبوت کامل'' (بر سہ حصص) کا پہلا حصہ ہے۔ اس میں ۱۰۰ سے زائد آیاتِ قرآنیہ کی تفسیر وتشریح کر کے مسئلۂ ختمِ نبوت کے مختلف پہلوکو اُجاگر کیا گیا ہے۔ مفتی صاحبؒ کتاب مذکورہ کے متعلق لکھتے ہیں کہ:

> ''آج کوئی شخص کسی آیت کی تفسیر معلوم کرنا چاہے، اس کے لیے نہایت سہل اور سلامتی کا راستہ یہ ہے کہ وہ سلف صالحین صحابہ رضی اللہ عنہم وتابعین رحمہم اللہ کی تفاسیر کو اپنا قدوہ بنا کر ان کی اختیار کردہ تفسیر کو قرآن کی مراد سمجھے اور جو کوئی معنی جمہور صحابہؓ وتابعینؒ واسلافِ اُمت کے خلاف سمجھ میں آئیں، اُن کو اپنی غلط فہمی اور قصورِ علم کا نتیجہ سمجھے۔''(۴)

هدية المهديين في آيات خاتم النبيين ﷺ

مفتی صاحبؒ کی کتاب ''هدية المهديين في آيات خاتم النبيين ﷺ'' عربی زبان میں عقیدۂ ختمِ نبوت کے سلسلہ کی تفسیری خدمت ہے۔ اہلیانِ عرب کے مسلمانوں کو قادیانیوں کے مکر وفریب سے آگاہی کے لیے کتاب مذکورہ تحریر کی گئی، جو کہ سیرتِ طیبہ کے اہم پہلو ختمِ نبوت اور رسولِ اکرم ﷺ کی آفاقی واَبدی رسالت ونبوت کے متعلق ہے۔ مفتی صاحبؒ نے مدلل انداز میں کتابِ مذکورہ میں ختمِ نبوت کے موضوع کو بیان کیا ہے۔

ختم النبوة في الحديث

کتاب ''ختم النبوة في الحديث'' ختمِ نبوت پر دلالت کرنے والی احادیث کا مجموعہ ہے۔ اس کتاب کو ''ختمِ نبوت (کامل)'' میں شامل کرلیا گیا ہے۔

جوامع الکلم

مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''جوامع الکلم'' اخلاق وآداب کے متعلق چالیس حدیثوں پر مشتمل ہے اور ''سیرتِ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم'' کے آخر میں بھی شائع ہوئی ہے۔

مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ اور سیرت نگاری

مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''سیرتِ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم'' کے متعلق مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

''اختصار کے ساتھ جامع اس قدر معلوم ہوتا تھا کہ گویا کوئی واقعہ نظر سے اوجھل نہیں ہوا، خصوصاً عبارات کا انداز جس سے واقعات اصلی حالات پر جاندار نظر آنے لگے۔ مضامین پڑھتے وقت بے تکلف ایسا معلوم ہوتا تھا، جیسے ہر واقعہ میں، میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوں اور واقعات کا معائنہ کررہا ہوں، اس کا سبب بیان کی بلاغت ہے۔ جب رسالہ ختم کرچکا تو واقعہ کا مرتب نقشہ ایسا مجتمع ہوتا تھا کہ میں خود اس کی کوشش کرتا تو کامیاب نہ ہوسکتا تھا۔ ہر واقعہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسی شان نظروں میں سماجاتی ہے کہ پہلے سے بہت زیادہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت وعظمت قلب میں بڑھ گئی اور یہ سب کچھ اس تالیف کی برکت سے ہوا۔ ہاں! ایک بات اور یاد آگئی کہ مؤلف سے محبت بڑھ گئی ہے۔''(۵)

مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''سیرتِ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم'' کے متعلق مولانا انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

''جن حضرات کو مختصر سیرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دیکھنی ہو، وہ اس کا مطالعہ فرمائیں، اختصار کے ساتھ معتمد علیہ اور مستند نقل میں ان شاء اللہ دستیاب ہوجائے گی۔''(۶)

مولانا عزیز الرحمٰن عثمانی رحمۃ اللہ علیہ ''سیرتِ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم'' کے متعلق لکھتے ہیں:

''کتاب کے مطالعہ کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں اضافہ اور دوچند ہوجاتا ہے۔''(۷)

مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ کی سیرت نگاری کے نظائر

مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ نے ''سیرتِ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم'' میں مستشرقین کے اعتراضات وشبہات کے جوابات دیے ہیں، مثلاً: ازواج پر اعتراضات کے جوابات، اس اعتراض کا جواب کہ اسلام تلوار کے زور سے نہیں پھیلا اور اسیرانِ جنگ بدر سے معاملہ وغیرہ شامل ہیں۔ مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی سیرت نگاری کی ایک خوبی یہ بھی ہے کہ انہوں نے حوالہ جات کا صرف اہتمام ہی نہیں کیا، بلکہ ساتھ ساتھ حواشی بھی لکھے ہیں جس

سے اگر قاری چاہے تو اس بارے میں مزید تفصیل حواشی میں دیکھ سکتا ہے۔

❶ -محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مُحبانہ ذکرِ ولادت

مولانا محمد شفیع عثمانی رحمۃ اللہ علیہ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادتِ شریفہ کے متعلق لکھتے ہیں:

''جس سال اصحابِ فیل کا حملہ ہوا، اس کے ماہ ربیع الاول کی بارہویں تاریخ روز دوشنبہ دنیا کی عمر میں ایک نرالہ دن ہے کہ آج پیدائشِ عالم کا مقصد، لیل ونہار کے انقلاب کی اصلی غرض و اولادِ آدم کا فخر، کشتیِ نوحؑ کی حفاظت کا راز، ابراہیمؑ کی دعا اور موسیٰؑ وعیسیٰؑ کی پیشین گوئیوں کا مصداق یعنی ہمارے آقائے نامدار محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رونق افروز عالم ہوتے ہیں۔''(۸)

ماشاء اللہ حضرت مفتی محمد شفیع عثمانی رحمۃ اللہ علیہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادتِ شریفہ کا انتہائی خوبصورت اور عشق سے بھرپور والہانہ تذکرہ فرمایا ہے، اس سے مفتی صاحبؒ کے عشقِ رسول کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

❷ -تعدادِ ازواج کے متعلق ضروری تنبیہ

مولانا محمد شفیع عثمانی رحمۃ اللہ علیہ تعدادِ ازاج کے حوالے سے گفتگو کرتے ہوئے رقم طراز ہیں کہ:

''اگر کوئی شپرہ چشم آفتابِ نبوت کی عظمت وجلال کو بھی نہ دیکھ سکے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق، اعمال، تقویٰ، طہارت، زہد وریاضت، اور مقدس زندگی کے تمام گردوپیش کے حالات سے بھی آنکھ چرالے، تو خود ان متعدد نکاحوں کے واقعات وحالات ہی اس کو یہ کہنے پر مجبور کریں گے کہ تعددِ ازواج یقیناً کوئی نفسانی خواہش پر مبنی نہ تھا، ورنہ ساری عمر ایک سن رسیدہ عورت کے ساتھ گزار دینا، پچپن سالہ کو اس کام کے لیے تجویز کرنا کسی انسان کی عقل تسلیم نہیں کر سکتی۔''(۹)

بہر کیف مولانا محمد شفیع عثمانی رحمۃ اللہ علیہ نے تعددِ ازواج پر تفصیل سے بحث کی ہے۔ مفتی صاحبؒ لکھتے ہیں کہ:

''ایک مرد کے لیے متعدد بیبیاں رکھنا اسلام سے پہلے بھی دنیا کے تقریباً تمام مذاہب میں جائز سمجھا جاتا تھا۔''(۱۰)

مفتی صاحبؒ آگے لکھتے ہیں:

''کسی مذہب اور کسی قانون نے اس پر کوئی حد نہ لگائی تھی، نہ یہود نے، نہ نصاریٰ نے، نہ ہندوؤں نے، نہ آریوں نے، نہ پارسیوں نے، اسلام کے ابتدائی زمانہ میں بھی یہ رسم اسی طرح بغیر تحدید کے جاری رہی۔ بعض صحابہؓ کے نکاح میں چار سے زائد عورتیں تھیں۔ حضرت

خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بعد حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے عقد میں بھی خاص خاص اسلامی ضرورتوں کی بنا پر دس ازواج تک جمع ہوگئیں، پھر جب اس کثرتِ ازواج سے عورتوں کی حق تلفی ہونے لگی، لوگ اول تو حرص میں بہت سے نکاح کر لیتے تھے، مگر پھر ان سب کے حقوق ادا نہ کر سکتے تھے، قرآن عزیز کا ابدی قانون جو دنیا سے ظلم وجور مٹانے کے لیے ہی نازل ہوا ہے، اس نے فطری ضرورتوں کا لحاظ رکھتے ہوئے تعددِ ازواج کو بالکل منع تو نہ کیا، لیکن اس کی خرابیوں کی اصلاح ایک تحدید کے ذریعے سے کردی اور یہ ارشادِ خداوندی نازل ہوا کہ اب صرف چار عورتوں تک نکاح کر سکتے ہو اور وہ بھی اس شرط پر کہ تم چاروں کے حقوق برابر ادا کرسکو اور اگر اتنی ہمت نہ ہو تو پھر ایک سے زیادہ رکھنا ظلم ہے۔ اس ارشاد کے بعد باجماعِ اُمت چار سے زائد بیبیوں کا نکاح میں جمع رکھنا حرام ہو گیا۔ (۱۱)

۳- بیت اللہ کی قریشی تعمیر

مفتی محمد شفیع عثمانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

’’جب آپ کی عمر شریف پینتیس سال کی ہوئی تو اس وقت قریش نے بیت اللہ کی از سرِ نو تعمیر کا فیصلہ کیا۔ تعمیر کو قبائل میں تقسیم کرنے کی نوبت آئی، تاکہ کوئی جھگڑا پیش نہ آئے۔ اسی تقسیم کے عمل کے ساتھ بناء کعبہ حجرِ اسود کی حد تک پہنچ گئی، لیکن اب حجرِ اسود کو اُٹھا کر تعمیر میں نصب کرنے کے متعلق سخت اختلاف ہوا اور ہر قبیلہ اور ہر شخص کی خواہش تھی کہ وہ اس کی سعادت کو حاصل کرے، یہاں تک کہ قتل وقتال پر عہد و پیماں ہونے لگے۔ قوم کے بعض سنجیدہ لوگوں نے ارادہ کیا کہ مشورہ کر کے کوئی صلاح کی صورت نکالیں اور اس غرض کے لیے مسجد میں گئے۔ مشوہ میں یہ طے ہوا کہ جو شخص سب سے پہلے مسجد کے دروازے سے داخل ہو وہ تمہارے معاملے کا فیصلہ کرے اور اس کے حکم کو ہر شخص دستِ قدرت کا فیصلہ سمجھ کر تسلیم کرے۔

خدا کی قدرت کہ سب سے پہلے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس دروازے سے داخل ہوئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر سب نے یک زبان ہو کر کہا کہ یہ امین ہیں، ہم ان کے حکم پر راضی ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور وہ حکیمانہ فیصلہ کیا کہ سب خوش ہو گئے، یعنی ایک چادر پھیلا دی اور اس میں حجرِ اسود کو اپنے ہاتھوں سے اُٹھا کر رکھ دیا اور پھر حکم دیا کہ ہر قبیلہ کا منتخب آدمی چادر کا ایک ایک کنارہ پکڑلے، اس طرح کیا گیا، جب بنیاد تک پہنچ گیا تو خود اپنے ہاتھوں سے اُٹھا کر رکھ دیا۔‘‘ (۱۲)

مفتی صاحبؒ، قریشی تعمیر کے حواشی میں لکھتے ہیں:

’’اس سے پہلے بیت اللہ کی تعمیر اول حضرت شیثؑ نے کی اور پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کی

تھی۔''(۱۳)

بیت اللہ کی تعمیر کے حوالے سے قرآن مجید میں ارشاد ہوا:

''اِنَّ اَوَّلَ بَیۡتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیۡ بِبَکَّۃَ مُبٰرَکًا وَّھُدًی لِّلۡعٰلَمِیۡنَ''(۱۴)

''بیشک لوگوں کے لیے جو سب سے پہلا گھر مقرر ہوا، یہی ہے جو مکہ میں برکت والا ہے اور جہان کے لوگوں کے لیے راہ نما ہے۔''

دراصل مکہ کے تین نام ہیں: مکہ، بکہ اور اُمّ القریٰ، اُمّ القریٰ ہی سے نبی الامّی بنا ہے، یعنی نبی مکہ کا رہنے والا۔ اُمّ القریٰ کے حوالے سے قرآن مجید میں ارشاد ہوا:

''وَ کَذٰلِکَ اَوۡحَیۡنَاۤ اِلَیۡکَ قُرۡاٰنًا عَرَبِیًّا لِّتُنۡذِرَ اُمَّ الۡقُرٰی وَمَنۡ حَوۡلَھَا وَتُنۡذِرَ یَوۡمَ الۡجَمۡعِ لَا رَیۡبَ فِیۡہِ''(۱۵)

''اور اسی طرح ہم نے آپ پر عربی زبان میں قرآن نازل کیا، تا کہ آپ مکہ والوں اور اس کے آس پاس والوں کو ڈرائیں اور قیامت کے دن سے بھی ڈرائیں جس میں کوئی شبہ نہیں۔''

سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اللہ رب العلمین کے بنائے ہوئے کعبۃ اللہ کے آثار کو ریت کے نیچے سے باہر نکالا اور اس کے اوپر مزید تعمیر کی، جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہوا:

''وَاِذۡ یَرۡفَعُ اِبۡرٰھٖمُ الۡقَوَاعِدَ مِنَ الۡبَیۡتِ وَاِسۡمٰعِیۡلُ رَبَّنَا تَقَبَّلۡ مِنَّا اِنَّکَ اَنۡتَ السَّمِیۡعُ الۡعَلِیۡمُ''(۱۶)

''اور جب ابراہیم اور اسماعیل کعبہ کی بنیادیں اُٹھا رہے تھے، (کہا:) اے ہمارے رب! ہم سے قبول کر، بے شک تو ہی سننے والا جاننے والا ہے۔''

اور ارشاد ہوا:

''وَاِذۡ جَعَلۡنَا الۡبَیۡتَ مَثَابَۃً لِّلنَّاسِ وَاَمۡنًا وَاتَّخِذُوۡا مِنۡ مَّقَامِ اِبۡرٰھٖمَ مُصَلًّی وَعَھِدۡنَاۤ اِلٰۤی اِبۡرٰھٖمَ وَاِسۡمٰعِیۡلَ اَنۡ طَھِّرَا بَیۡتِیَ لِلطَّآئِفِیۡنَ وَالۡعٰکِفِیۡنَ وَالرُّکَّعِ السُّجُوۡدِ''(۱۷)

''اور جب ہم نے کعبہ کو لوگوں کے لیے عبادت گاہ اور امن کی جگہ بنایا، (اور فرمایا) مقامِ ابراہیم کو نماز کی جگہ بناؤ، اور ہم نے ابراہیم اور اسماعیل سے عہد لیا کہ میرے گھر کو طواف کرنے والوں اور اعتکاف کرنے والوں اور رکوع کرنے والوں اور سجدہ کرنے والوں کے لیے پاک رکھو۔''

ثابت ہوا کہ کعبۃ اللہ کو سب سے پہلے اللہ نے تعمیر کیا، اس کے بعد انسانوں نے مختلف ادوار میں تعمیر کیا۔

۴- اسیران کے ساتھ مسلمانوں کا سلوک

مفتی محمد شفیع عثمانی رحمۃ اللہ علیہ ’’اسیرانِ جنگ بدر کے ساتھ مسلمانوں کا سلوک، تہذیب کے مدعی یورپیوں کے لیے سبق‘‘ کے عنوان کے تحت لکھتے ہیں کہ:

’’اسیرانِ جنگ بدر جب مدینہ طیبہ پہنچے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو دو چار چار کرکے صحابہؓ میں تقسیم کردیے، اور سب کو حکم فرمایا کہ ان کو آرام کے ساتھ رکھیں، جس کا اثر یہ تھا کہ صحابہؓ اُن کو کھانا کھلاتے اور خود صرف کھجوروں پر بسر کرتے۔‘‘(۱۸)

مزید لکھتے ہیں کہ:

’’بدر کے قیدیوں کے پاس کپڑے نہ تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کے کپڑے دلوادیے۔‘‘(۱۹)

ثابت ہوا کہ جنگی حالات میں بھی اسلام انسانوں کے ساتھ حسنِ سلوک کی تعلیم دیتا ہے۔ اسلام نے جنگ کے اصول وضوابط بھی مقرر کیے ہیں جو اسے دنیا کے دیگر ادیان سے ممتاز کرتے ہیں۔

۵- غزوۂ بدر ایک کھلا معجزہ

مفتی محمد شفیع عثمانی رحمۃ اللہ علیہ جنگِ بدر کی فتح کے متعلق لکھتے ہیں:

’’یہ غزوہ دراصل اول سے آخر تک اسلام کا کھلا معجزہ تھا، ورنہ اس میں مسلمانوں کی فتح کوئی معنی نہیں رکھتی، کیوں کہ ادھر ایک ہزار نوجوانوں کا عظیم الشان لشکر ہے اور ادھر صرف تین سو چودہ آدمی۔‘‘(۲۰)

معروف یہی ہے کہ غزوۂ بدر میں اہلِ ایمان کی تعداد تین سو تیرہ تھی۔ الغرض مفتی صاحب آگے لکھتے ہیں:

’’ادھر بڑے بڑے دولت مند امراء ہیں، جو تنہا سارے لشکر کی رسد وغیرہ کا خرچ اُٹھا سکتے ہیں اور ادھر بے سروسامان، مفلس لوگ، ادھر سواروں کی جمعیت، اور ادھر مسلمانوں کے لشکر میں صرف دو گھوڑے، ادھر ہر قسم کے ہتھیار و اسلحہ کی بھرمار اور ادھر صرف معدودے تلواریں۔‘‘(۲۱)

مفتی صاحبؒ کی اس منظر کشی پر قرآن مجید کی آیت یاد آگئی، جس میں ارشاد ہوا:

’’وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ، الخ‘‘(۲۲)

مفتی محمد شفیع عثمانی رحمۃ اللہ علیہ مزید لکھتے ہیں:

’’یورپین مؤرخین حیرت میں ہیں کہ یہ کیسے ہوگیا! انہیں خبر نہیں کہ فتح ونصرت، کامیابی یا ناکامی گھوڑوں اور تلواروں یا مال ودولت کے قبضے میں نہیں ہیں، بلکہ اس میں اور کوئی ہاتھ کارفرما ہے، لیکن اسباب ظاہری کے دلدادہ، برق وبھاپ کے پوجنے والے کہاں اس حقیقت تک پہنچ سکتے

ہیں۔‘‘(۲۳)

اللہ رب العالمین نے مؤمنوں کو حکم دیا ہے کہ:

’’وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ وَاٰخَرِيْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ لَا تَعْلَمُوْنَهُمْ اَللّٰهُ يَعْلَمُهُمْ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يُوَفَّ اِلَيْكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ‘‘(۲۴)

’’اور ان سے لڑنے کے لیے جو کچھ قوت سے اور صحت مند گھوڑوں سے جمع کر سکو، سو تیار رکھو کہ اس سے اللہ کے دشمنوں پر اور تمہارے دشمنوں پر اور ان کے سوا دوسروں پر رعب پڑے، جنہیں تم نہیں جانتے اللہ انہیں جانتا ہے، اور اللہ کی راہ میں جو کچھ تم خرچ کرو گے تمہیں (اس کا ثواب) پورا ملے گا اور تم سے بے انصافی نہیں ہوگی۔‘‘

اس لیے جنگ کی تیاری کے حکم سے صرفِ نظر نہیں کرنی چاہیے۔

6- مدینہ طیبہ میں اسلام

مفتی محمد شفیع عثمانی رحمۃ اللہ علیہ مدینہ طیبہ میں اسلام کے عنوان کے تحت لکھتے ہیں:

’’جب اللہ تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ اسلام کی اشاعت اور ترقی ہو تو قبیلہ اوس کے چند آدمی مدینہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیج دیے، جن میں سے اس سال دو شخص اسد بن زرارہ اور ذکوان بن عبد قیس مشرف باسلام ہوئے اور پھر آئندہ سال ان میں سے کچھ اور آئے، جن میں سے چھ یا آٹھ آدمی مسلمان ہوئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ کیا تم پیغامِ خداوندی کی تبلیغ میں میری مدد کرو گے؟ انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ابھی ہماری آپس کی اوس اور خزرج کی خانہ جنگیاں ہو رہی ہیں، اگر اس وقت جناب مدینہ تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت پر سب کا اجتماع نہ ہو سکے گا، ابھی ایک سال اس ارادہ کو ملتوی فرما دیں۔ ممکن ہے کہ ہماری آپس میں صلح ہو جائے اور پھر اوس و خزرج مل کر اسلام قبول کر لیں۔ آئندہ سال ہم پھر حاضرِ خدمت ہوں گے، اس وقت اس کا فیصلہ ہو سکے گا۔‘‘(۲۵)

مفتی محمد شفیع عثمانی رحمۃ اللہ علیہ اس کے حاشیہ میں لکھتے ہیں:

’’اس وقت مدینہ کی آبادی دو قسم کے لوگوں پر مشتمل تھی: مشرکین اور اہلِ کتاب۔ مشرکین دو بڑے قبیلوں میں منقسم تھے: اوس اور خزرج، اور یہ دونوں آپس میں ہمیشہ لڑتے رہتے تھے، اور تقریباً ایک سو بیس سال سے ان کے درمیان آپس میں جنگ کا سلسلہ جاری تھا۔‘‘(۲۶)

❼ - مدینہ میں تعلیم قرآن کا انتظام

مفتی محمد شفیع عثمانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

''اوس اور خزرج کے ذمہ دار لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خط لکھا کہ یہاں الحمد للہ اسلام کی اشاعت ہوچکی ہے، اب کسی صاحب کو ہمارے یہاں بھیج دیجیے، جو ہمیں قرآن شریف پڑھائے اور لوگوں کو اسلام کی دعوت اور ہمیں احکامِ شریعہ کی تعلیم دے، اور نماز میں ہمارے لیے امام بنے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مصعب بن عمیرؓ کو تعلیم قرآن کے لیے بھیج دیا اور اسلام میں سب سے پہلے مدرسہ کی بنیاد مدینہ طیبہ میں پڑ گئی۔''(۲۷)

یہ مدینہ طیبہ کے مضافاتی علاقے کا ابتدائی مدرسہ ہوگا، مدرسہ صفہ نہیں تھا، وہ تو بعد میں شہر کے وسط میں مسجد نبوی کے ساتھ قائم کیا گیا تھا۔

❽ - اسلام میں تعلیم کی اہمیت

مفتی محمد شفیع عثمانی رحمۃ اللہ علیہ اسیرانِ جنگِ بدر کے حوالے سے لکھتے ہیں:

''اسیرانِ جنگ میں جو لوگ فدیہ نہیں دے سکتے تھے، ان میں جو لوگ لکھنا پڑھنا جانتے تھے، ان سے کہا گیا کہ تم دس بچوں کو لکھنا سکھادو، یہی تمہارا فدیہ ہے۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے اسی طرح لکھنا سیکھا تھا۔''(۲۸)

اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اسلام میں تعلیم کی کتنی اہمیت ہے کہ کافر ومشرک سے بھی لکھنا پڑھنا سیکھ سکتے ہیں۔ نیز یہ کہ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں، آپ مشہور کاتبِ قرآن ہیں جنہوں نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے عہد میں سرکاری سطح پر قرآن کی کتابت کی خدمات پیش کیں۔

❾ - دین میں ''جبر'' نہیں

مفتی محمد شفیع عثمانی رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں:

''اس وقت تک جو ہزارہا انسان اسلام کے حلقہ بگوش بن کر ہر قسم کے مصائب کا نشانہ بننے پر راضی ہوئے، ظاہر ہے کہ وہ کسی دنیاوی طمع یا حکومت کے جبر یا تلواروں کے ذریعے سے مجبور نہیں ہوسکتے۔ اس کھلی ہوئی ہدایت کو دیکھتے ہوئے بھی کیا وہ لوگ خدا سے نہ شرمائیں گے، جو اسلام کی حقانیت پر پردہ ڈالنے کے لیے کہا کرتے ہیں کہ اسلام بزورِ شمشیر پھیلایا گیا؟! وہ اس کا کوئی جواب دے سکتے ہیں کہ ان تلوار چلانے والوں پر کس نے تلوار چلائی تھی؟! جو نہ صرف

مسلمان بنے، بلکہ اسلام کی حمایت میں تلوار اُٹھانے اور اپنی جانوں کو خطرے میں ڈالنے پر راضی ہوگئے۔ کیا وہ بتاسکتے ہیں کہ صدیق اکبر، فاروق اعظم، عثمان غنی، علی المرتضی رضی اللہ عنہم پر کس نے تلوار چلاکر ان کو مسلمان بنایا تھا؟! اور ابوذر رضی اللہ عنہ وانس رضی اللہ عنہ اور ان کے قبیلے کو کس نے مجبور کیا تھا کہ وہ سب کے سب مسلمان ہوگئے؟! ضماد ازدی رضی اللہ عنہ کو کس نے مجبور کیا تھا؟ اور طفیل بن عمرو دوسی رضی اللہ عنہ اور ان کے قبیلے پر کس نے تلوار چلائی تھی؟ اور قبیلہ بنی عبد اشہل کو کس نے دبایا تھا اور تمام انصارِ مدینہ پر کس نے زور دیا تھا؟! جنہوں نے نہ صرف اسلام قبول کیا، بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے ہاں بلاکر تمام ذمہ داری اپنے سر لی اور اپنی جان ومال آپ پر قربان کیے۔ بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ کو کس نے مجبور کیا کہ ستر آدمیوں کی جماعت لے کر مدینہ کے راستے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بارضا ورغبت مسلمان ہوگئے۔ نجاشی رضی اللہ عنہ بادشاہ حبشہ پر کون سی تلوار چلی تھی کہ وہ باوجود اپنی سلطنت وشوکت کے قبل از ہجرت مسلمان ہوگئے۔ ابو ہند رضی اللہ عنہ، تمیم رضی اللہ عنہ اور نعیم رضی اللہ عنہ وغیرہ وغیرہ پر کس نے زور دیا تھا کہ ملک شام سے سفر کرکے آپ کی خدمت میں پہنچیں اور آپ کی غلامی اختیار کریں۔ اسی قسم کے صدہا واقعات ہیں، جن سے کتبِ تاریخ بھری ہوئی ہیں۔ یہ ناقابلِ انکار مشاہدات ہیں، جن کو دیکھ کر ہر انسان یہ یقین رکھے بغیر نہیں رہ سکتا کہ اسلام اپنی اشاعت میں تلوار کا محتاج نہیں، اور نہ فرضیتِ جہاد کا یہ مقصد ہوسکتا ہے کہ لوگوں کے گلے پر تلوار رکھ کر کہا جائے کہ مسلمان ہوجاؤ، یا ان کو کسی جبر واکراہ سے اسلام میں داخل کیا جائے۔ جہاد کے ساتھ ہی جزیہ کے احکام اور کفار کو اہلِ ذمہ بناکر ان کے جان ومال کی حفاظت بالکل مسلمانوں کی طرح کرنے کے متعلق اسلامی قواعد خود اس کی شہادت ہیں کہ اسلام نے کبھی کفار کو اسلام قبول کرنے پر بعد فرضیتِ جہاد بھی مجبور نہیں کیا، اس لیے ایک منصف مزاج انسان کا فرض ہے کہ ٹھنڈے دل سے اس پر غور کرے کہ اسلام میں فرضیتِ جہاد کس غرض اور کن فوائد کے لیے ہوئی؟ اور اسے اس وقت تک یہ یقین کرنا پڑے گا کہ جس طرح وہ مذہب کامل نہیں سمجھا سکتا جس نے لوگوں کا گلا گھونٹ کر بالجبر واکراہ ان کو اپنے سلسلے میں داخل کیا ہو، اسی طرح وہ مذہب مکمل نہیں جس میں سیاست نہ ہو۔ وہ سیاست نہیں، جس کے ساتھ تلوار نہ ہو۔ وہ ڈاکٹر اپنے فن کا ماہر نہیں ہوسکتا، جو صرف مرہم لگانا جانتا ہو، مگر سڑے ہوئے فاسد شدہ اعضاء کا آپریشن کرنا نہیں جانتا۔“ **(۲۹)**

مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اسلامی تعلیمات کی بھرپور طریقے سے ترجمانی کی اور عقلی دلائل سے ثابت کیا ہے کہ یہ اسلام پر سراسر الزام ہے کہ وہ تلوار کے زور سے پھیلا ہے۔ اسلام دین کے معاملے میں

زور زبردستی نہیں کرتا، جیسا کہ اللہ رب العالمین کا فرمان ہے:

’’لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَيُؤْمِنْ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى لَا انْفِصَامَ لَهَا وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ‘‘(۳۰)

’’دین کے معاملے میں زبردستی نہیں ہے، بیشک ہدایت گمراہی سے ممتاز ہو چکی ہے، پھر جو شخص شیطان کو نہ مانے اور اللہ کو مانے تو اس نے مضبوط حلقہ پکڑ لیا جو ٹوٹنے والا نہیں، اور اللہ سننے والا جاننے والا ہے۔‘‘

اللہ رب العالمین نے ہر انسان کو مذہب اختیار کرنے کی آزادی دی ہے کہ وہ جو چاہے مذہب اختیار کر سکتا ہے، جیسا کہ فرمایا:

’’وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَمَنْ شَاءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَاءَ فَلْيَكْفُرْ ‘‘(۳۱)

’’اور کہہ دو! یہ (قرآن) حق ہے تمہارے رب کی طرف سے، اب جو چاہے مان جائے اور جو چاہے انکار کرے۔‘‘

اور ارشاد فرمایا:

’’وَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقُلْ لِّيْ عَمَلِيْ وَلَكُمْ عَمَلُكُمْ اَنْتُمْ بَرِيْٓئُوْنَ مِمَّآ اَعْمَلُ وَاَنَا بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ‘‘(۳۲)

’’اور اگر آپ کو جھٹلاتے رہیں تو یہ کہہ دیجئے کہ میرے لیے میرا عمل اور تمہارے لیے تمہارا عمل، تم میرے عمل سے بری ہو اور میں تمہارے عمل سے بری ہوں۔‘‘

ایک روایت میں آیا کہ:

’’بعث رسول اللهﷺ أبا موسى ومعاذبن جبل إلى اليمن، قال:وبعث كل واحدمنهما على مخلاف، قال:واليمن مخلافان، ثم قال:’’يسراولا تعسرا،وبشرا ولا تنفرا‘‘(۳۳)

یعنی ’’رسول اللہ ﷺ نے ابوموسیٰ اشعری اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہما کو یمن کا حاکم بنا کر بھیجا۔ راوی نے بیان کیا کہ دونوں صحابیوں کو اس کے ایک ایک صوبے میں بھیجا۔ راوی نے بیان کیا کہ یمن کے دو صوبے تھے، پھر نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا کہ دیکھو لوگوں کے لیے آسانیاں پیدا کرنا، دشواریاں نہ پیدا کرنا، انہیں خوش کرنے کی کوشش کرنا، دین سے نفرت نہ دلانا۔‘‘

اسلامی تعلیمات کا خلاصہ یہ ہے کہ لوگوں کے لیے آسانی پیدا کرنا، دین بدلنے پر کسی کو مجبور نہیں کیا جا سکتا۔ تلوار کا استعمال صرف اُن پر کیا جاتا ہے جو اللہ کی مخلوق پر ظلم کرتے ہیں، دنیا کا امن تباہ کرتے ہیں، لوگوں کو اپنا غلام بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔

خلاصۂ بحث

مفتی محمد شفیع عثمانی ؒ نے عوامی زبان میں مختصر مگر جامع کتاب تالیف کر کے جماعت المؤمنین پر احسان کیا۔ کتاب مذکورہ ایک اچھی کاوش ہے، جس کی تالیف پر مفتی صاحب ؒ تحسین کے مستحق ہیں۔ اللہ رب العالمین ان کی اس سعی کو شرفِ قبولیت عطا فرمائے، آمین

حواشی وحوالہ جات

۱- http://sunnionline.us/urdu/۲۰۱۸/۱۱/۱۲۰۴۷

۲-اظہار الحسن محمود، عشق رسول ﷺ اور علماء دیو بند (لاہور، مکتبۃ الحسن، سن ندارد)، ص:۲۳۵، ۲۳۸

۳-ایضاً، ص:۵۰۲

۴-محمد شفیع، مفتی، ختم نبوت، (کراچی، مکتبہ معارف القرآن، ۲۰۰۹ء)، ص:۵۷، ۵۸

۵-تھانوی، اشرف علی، تقریظ سیرت خاتم الانبیاء، کراچی، دارالاشاعت، ۲۰۱۴ء، ص:۷

۶-کشمیری، انور شاہ، تقریظ سیرت خاتم الانبیاء، کراچی، ص:۱۰

۷-عثمانی، عزیز الرحمٰن، مولانا، تقریظ سیرت خاتم الانبیاء ﷺ، ص:۹

۸-محمد شفیع، مفتی، سیرۃ خاتم الانبیاء ﷺ، (کراچی، مکتبہ عمر فاروق، شاہ فیصل کالونی، اشاعت اول، ۲۰۱۵ء)، ص:۱۳

۹-محمد شفیع، سیرۃ خاتم الانبیاء ﷺ، ص:۲۵

۱۰-محمد شفیع، سیرۃ خاتم الانبیاء ﷺ، ص:۲۲

۱۱-ایضاً، ص:۲۳

۱۲-ایضاً، ص:۲۶

۱۳-ایضاً، ص:۲۶

۱۴-سورۃ آل عمران (۳) الآیۃ:۹۶

۱۵-سورۃ الشوریٰ (۴۲) الآیۃ:۷

۱۶-سورۃ البقرۃ (۲) الآیۃ:۱۲۷

۱۷-سورۃ البقرۃ (۲) الآیۃ:۱۲۵

۱۸-محمد شفیع، سیرۃ خاتم الانبیاء ﷺ، ص:۵۴

۱۹-ایضاً، ص:۵۵

۲۰-ایضاً، ص:۵۴

۲۱-ایضاً، ص:۵۴

۲۲-سورۃ آل عمران (۳) الآیۃ:۱۲۳

۲۳-محمد شفیع، سیرۃ خاتم الانبیاء ﷺ، ص:۵۴

۲۴-سورۃ الانفال (۸) الآیۃ:۶۰

۲۵-محمد شفیع، سیرۃ خاتم الانبیاء ﷺ، ص:۳۶-۳۷

۲۶-ایضاً، ص:۳۷

۲۷-ایضاً، ص:۳۷

۲۸-ایضاً، ص:۵۶

۲۹-ایضاً، ص:۴۴-۴۵

۳۰-سورۃ البقرہ (۲) الآیۃ:۲۵۶

۳۱-سورۃ الکہف (۱۸)، الآیۃ:۲۹

۳۲-سورۃ یونس (۱۰)، الآیۃ:۴۱

۳۳-صحیح البخاری، کتاب العلم، الحدیث:۲۳۴۲

..... ❁ ..... ❁ ..... ❁ .....